"فتاویٰ رضویہ" اور علوم حدیث

حامد علی
شعبہ علومِ اسلامی، کلیہ معارف اسلامیہ، جامعہ کراچی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری زندگی مسلمانوں کے لیے ایک بہترین عملی نمونہ ہے۔ تمام شعبہ ہائے زندگی میں ہدایت ورہنمائی حاصل کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ایک کھلی کتاب کی مانند ہے، لہٰذا جو شخص بھی اللہ تعالیٰ کی رضا اور آخرت میں کامیابی کا طلب گار ہو، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا.(1)

ترجمہ: ''بیشک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین علمی نمونہ ہے، اس کے لیے کہ جو اللہ اور آخرت کے دن کی اُمید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے''

تبلیغِ دین کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جن بنیادی اُصولوں کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے دی، اُن میں حکمت ودانائی اور عمدہ طریقے سے نصیحت قابلِ ذکر ہیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ا اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ. (2)

ترجمہ: ''اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ حکمت ودانش اور عمدہ نصیحت سے اور ان سے اس طریقہ پر بحث کرو جو سب سے بہتر ہو، بیشک تمہارا رب خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے بہکا اور وہ خوب جانتا ہے راہ والوں کو۔

یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے سے تمام اُمت کے مبلغین ومعلمین کے لیے بھی عام اور مشعلِ راہ ہے۔ زیرِ نظر مضمون میں ہم سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے چند پُر حکمت مثالیں پیش کریں گے، جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُر تاثیر اور اثر آفرین حکمت معلوم ہوگی اور یہ آج کے دور میں خصوصاً مبلغین وداعیانِ

اسلام کے لیے ایک دعوت ہوگی کہ وہ بھی اُسوۂ حسنہ کے اس عظیم پہلو کو اختیار کریں۔

حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام جن لوگوں کی طرف بھیجے جاتے ہیں، سب کے سب اللہ تعالیٰ کے ایک ضروری حکم کی رعایت ضرور کرتے ہیں، وہ یہ کہ اپنی اُمت کے لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق کلام کرتے ہوئے پیش آتے ہیں، خصوصاً لوگوں کے نفسیاتی پہلو کو اپنے نورِ بصیرت سے دیکھ کر احکام جاری کرتے ہیں۔ ایسی روایات کُتب حدیث میں بکثرت موجود ہیں، جن میں مسلمان مبلغین وداعیان کو لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

1۔ امام مسلم اپنے مقدمہ میں حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی کہ آپ نے فرمایا:

(مَا أَنْتَ بِمُحَدِّثٍ قَوْماً حَدِيثاً لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ إِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً). (3)

ترجمہ: اگر تم نے لوگوں کو ایسی بات بتائی جو اُن کی عقلوں میں نہ آئی تو وہ بعض کے لیے فتنہ (آزمائش) ہوگی۔

2۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

(إِنَّا مَعَاشَرُ الْأَنْبِيَاءِ أُمِرْنَا أَنْ نُكَلِّمَ النَّاسَ عَلَى قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ).(4)

ترجمہ: ہم گروہِ انبیاء ہیں، ہمیں لوگوں سے اُن کی عقلوں کے مطابق گفتگو کرنے کا حکم ہے۔

3۔ امام بخاری حضرت علی رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا:

(حَدِّثُوا النَّاسَ بِمَا يَعْرِفُوْنَ، أَتُحِبُّوْنَ أَنْ يُكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ).(5)

ترجمہ: لوگوں سے وہی گفتگو کرو جسے وہ جانتے ہیں، کیا تم لوگ یہ پسند کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کو جھٹلایا جائے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ میں ہمیں پُر تاثیر حکمت والی کئی مثالیں کُتب حدیث میں ملتی ہیں، جن میں سے چند ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

1۔ حکمتِ نبوی اور غصے کا علاج

غصہ آنا انسانی فطرت میں شامل ہے، کیونکہ جب انسان کسی ناگوار بات، کام یا چیز کو دیکھتا یا سُنتا ہے، تو اُسے غصہ آجاتا ہے، جس کا اظہار سب سے پہلے چہرے کے تیور بدلے سے ہوتا ہے، کیونکہ غصے میں بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے، نسیں پھولنے لگتی ہیں، اگر اسے قابو میں نہ کیا جائے تو بعض اوقات یہ کسی جسمانی، اخلاقی، معاشرتی یا مالی نقصان کا سبب بھی بن جاتا ہے۔ غصہ بنیادی طور پر ناامیدی، ڈر، غم اور فکر کے جذبات کی وجہ ہوتا ہے، جو دبا دیے گئے ہوں۔ اسلام نے

غصہ کے لیے علاج کے لیے چند علاج تجویز کیے ہیں: جب آدمی کو غصہ آئے، اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، بیٹھا ہو تو لیٹ جائے یا پانی پی لے۔ اسلام چاہتا ہے کہ اُس کے ماننے والے بے جا آنے والے غصہ کو ختم کر کے راہ اعتدال کو اختیار کر لیں۔ غصے آنے جانے میں چند صورتیں ہیں، جن میں سے بعض محمود ہیں اور بعض مذموم۔

1۔ دیر سے غصے کا آنا اور جلد زائل ہو جانا محمود ہے۔

2۔ دیر سے غصے کا آنا اور دیر سے زائل ہونا مذموم ہے۔

3۔ جلد غصے کا آنا اور جلد ہی زائل ہو جانا محمود ہے۔

4۔ جلد غصے کا آنا اور دیر سے زائل ہونا مذموم ہے۔

حدیثِ نبوی سے مثال

1۔ صحیح بخاری شریف میں ہے:

(عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْصِنِي قَالَ لَا تَغْضَبْ فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ لَا تَغْضَبْ). (6)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے کسی بات کی نصیحت کیجیے، فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اُس شخص نے بار بار نصیحت کرنے کا کہا، جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

2۔ مسند احمد بن حنبل کے الفاظ یہ ہیں:

(قَالَ قُلْ لِي قَوْلًا يَنْفَعُنِي وَأَقْلِلْ لَعَلِّي أَعِيهِ قَالَ لَا تَغْضَبْ فَعَادَ لَهُ مِرَارًا كُلُّ ذَلِكَ يُرْجِعُ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَغْضَبْ). (7)

ترجمہ: اُس شخص نے عرض کی: مجھے کسی بات کی نصیحت کیجیے جو مختصر ہو، تاکہ میں اُسے آسانی سے یاد کر سکوں، فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اُس شخص نے بار بار نصیحت کرنے کا کہا، جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔

3۔ ایک دوسری روایت میں یوں آیا ہے:

(عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَوْصِنِي قَالَ: لَا تَغْضَبْ، قَالَ: قَالَ الرَّجُلُ: فَفَكَّرْتُ

حِينَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ، فَإِذَا الْغَضَبُ يَجْمَعُ الشَّرَّ كُلَّهُ). (8)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی نصیحت کیجیے، فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔ صحابی کا بیان ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصیحت پر غور وفکر کیا، تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ غصہ کرنا ہی دراصل تمام برائیوں کا مجموعہ ہے۔

4-5۔ امام طبرانی کی معجم کبیر واوسط میں حضرت جاریہ بن قدامہ، اُم درداء اور ابودرداء رضی اللہ عنہم سے روایات میں الفاظ یوں ہیں:

(عن جَارِيَةُ بن قدامة وهو عند ابن عباس، قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! قُلْ لِي قَوْلا يَنْفَعُنِي وَاقْلِلْ لَعَلِّي أَعْقِلُهُ، قَالَ: لا تَغْضَبْ، ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: لا تَغْضَبْ). (9)

ترجمہ: جاریہ بن قدامہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسی مختصر بات کی نصیحت کیجیے جو مجھے نفع دے اور میں اُسے بہ آسانی سمجھ سکوں، فرمایا: غصہ نہ کیا کرو، اُنہوں نے دوبارہ نصیحت کی درخواست کی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی فرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

6۔ ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

(عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، دُلَّنِي عَلَى عَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ، قَالَ": لا تَغْضَبْ، وَلَكَ الْجَنَّةُ). (10)

ترجمہ: حضرت ابودردا کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے، فرمایا: غصہ نہ کیا کرو تو تمہارے لیے جنت ہے۔

فوائدِ حدیث

مذکورہ روایات سے یہ فوائد حاصل ہوئے: غصہ تمام برائیوں کی جڑ ہے، غصہ نہ کرنا نفع بخش عمل اور دخولِ جنت کا سبب ہے۔

نتائجِ حدیث

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ سائلین نے اپنی ذاتی شخصیت کو نکھارنے کے لیے نصیحت کی درخواست کی تھی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کے اندازِ کلام، چہرے کے تأثرات یا نورِ نبوت سے اُن کے باطن کے اس پہلو کو جان لیا تھا کہ انہیں غصہ زیادہ اور بے جا آتا ہے، جس کی وجہ سے شخصیت کا توازن بگڑ گیا ہے، لہٰذا نصیحت کی کہ غصہ نہ کیا کرو کیونکہ غصہ میں انسان وہ کچھ کام کر جاتا ہے کہ بعض اوقات جس کی تلافی ممکن نہیں ہوتی، مثلاً قتل، طلاق یا اپنی ہی ذات یا مال کو نقصان پہنچا دینا۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان تمام قسم کے نقصانات سے بچانے کے لیے،

دوسرے کو پچھاڑنے والے کی بجائے غصہ کو قابو میں کرنے والے کو طاقتور ٹھہرایا ہے۔

2۔مسجد میں نجاست کرنے والے کے ساتھ حُسن سلوک

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

(قَامَ أَعْرَابِیٌّ فَبَالَ فِی الْمَسْجِدِ فَتَنَاوَلَهُ النَّاسُ فَقَالَ لَهُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهُ وَهَرِيقُوا عَلَى بَوْلِهِ سَجْلًا مِنْ مَاءٍ أَوْ ذَنُوبًا مِنْ مَاءٍ فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ). (11)

ترجمہ:''ایک دیہاتی نے مسجد میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شروع کردیا،لوگ اُسے پکڑنے لگے تو وآپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے فرمایا:اسے چھوڑ دو اور پیشاب پر ایک ڈول پانی بہادو، کیونکہ تم لوگوں کو آسانی کرنے والا بنا کر بھیجا گیا ہے تنگی کرنے والا نہیں''۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں یوں ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آیا اور مسجد میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے لگا،تو حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے فرمایا:ٹھہرو،مگر رسول اللہ نے فرمایا:اسے نہ روکو چھوڑ دو۔لوگوں نے چھوڑ دیا حتی کہ اس نے پیشاب کرلیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بلاکر فرمایا کہ یہ مسجدیں پیشاب اور گندگی کے لیے نہیں یہ تو صرف اللہ کے ذکر نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہیں،پھر ایک شخص کو حکم دیا وہ پانی کا ڈول لایا اور اُس پر بہادیا گیا۔

حدیث میں حکمتیں

علماء فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُسے منع نہ کرنا بہت سی حکمتوں کا حامل ہے،مثلاً

1۔وہ دیہاتی اسلام سے ناواقف تھا،اگر سخت رویہ اختیار کیا جاتا تو وہ متنفر ہو جاتا،لہٰذا اُس کے ساتھ نرمی کا سلوک کیا گیا اور پیار سے آدابِ مسجد سمجھا دیے گئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ علم دین سیکھ کر ایک عرصہ بعد جب حاضر خدمت ہوا،تو اُسے نہ ملامت کی گئی نہ گناہ گار ٹھہرایا گیا۔

2۔ وہ ایک جگہ پر نجاست کر رہا تھا،اگر صحابہ کرام اُسے پکڑنے کی کوشش کرتے تو وہ بچنے کے لیے بھاگتا،جس کی وجہ سے مسجد کے دیگر حصوں میں بھی نجاست پھیل جانے کا اندیشہ تھا،لہٰذا اُسے روکا نہیں گیا۔

3۔ طبی نقطۂ نظر سے یہ حکمت سمجھ آتی ہے کہ چونکہ پیشاب کا بہ آسانی بدن سے نکل جانا ایک نعمت ہے اور اس کا نہ نکلنا کئی طرح کی بیماریوں کا سبب بن سکتا ہے،لہٰذا نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حفظانِ صحت کے اُصولوں کی رعایت میں اُسے نجاست کرنے دی۔

4۔ نیز علماءِ طب نے یہ بھی کہا ہے کہ اگر خوف کی وجہ سے وہ درمیان میں ہی پیشاب روک لیتا، تو سخت بیماری کا شکار ہو جاتا اور صحت، بیماری سے بہتر ہے، لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی صحت کے پیشِ نظر اُسے ایسا کرنے دیا۔

نتائج

خلاصۂ بحث یہ ہوا کہ اولاً کسی کم علم یا ناواقف شخص کی غلطی پر سرزنش کے بجائے، پیار و محبت سے آداب سکھائے جائیں، کیونکہ دین سے قریب کرنا متنفر کرنے سے بہتر ہے۔ ثانیاً جہاں کسی معمولی سے خطا یا جُرم پر سرزنش کرنے سے اُس کی صحت پر بُرا اثر پڑنے کا اندیشہ ہو، وہاں ترکِ سرزنش کو ترجیح دینی چاہیے۔

مثال 3: چھینک پر اللہ کی تعریف کرنے کی حکمت

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر کچھ حقوق مقرر فرمائے ہیں، مثلاً: سلام کرنا، اُس کی دعوت قبول کرنا، بیمار ہو تو مزاج پرسی کے لیے جانا، چھینک آئے تو جواب دینا، مرجائے تو اُس کے جنازے میں شریک ہونا اور اُس کی غیر موجودگی میں بھی اُس کی بھلائی چاہنا۔

ہم یہاں صرف چھینک سے متعلق کچھ سائنسی حقائق کی روشنی میں لکھیں گے، تا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکمت آشکار ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

> (إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوهُ أَوْ صَاحِبُهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُم). (12)
>
> جب تم سے کسی کو چھینک آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے، جب یہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہہ لے تو چھینکنے والا اس کے جواب میں کہے یَهْدِيكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

سُننِ ترمذی اور سُننِ دارمی کی روایت میں حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے یوں ہے کہ جب چھینک آئے تو یہ کہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ۔(13)

مسئلہ: چھینک آنے پر الحمد للہ کہنا سُنت جبکہ اس کے جواب میں دوسرے پر یرحمک اللہ وغیرہ الفاظ سے جواب دینا واجب ہے۔

جدید سائنس کے مطابق ناک اور منہ کے ذریعے سے باریک باریک ذرات جسم کے اندر جاتے ہیں، جن کے

سبب اندر کے سسٹم میں دباؤ پیدا ہوتا ہے، جو چھینک کی صورت میں بذریعہ ناک باہر نکلتا ہے۔ چھینک کی شدت کے باعث بے اختیار آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور معمولی سے وقت کے لیے گویا بدن 'Shut down' ہو جاتا ہے، بدن کا دوبارہ بحال ہونا اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے، اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد بجالانے کا حکم دیا ہے۔

بعض اہلِ علم کے مطابق چھینک آنے سے ناک کے ذریعے ایک ایسی گیس نکلتی ہے، جو ناک اور دماغ کے درمیان جمع ہوتی رہتی ہے، یہ گیس ایسی مضر ہوتی ہے کہ اگر چھینک کے ذریعے ناک سے نہ نکلے تو انسان کے لیے خطرناک ہو سکتی ہے، بعض صورتوں میں تو موت بھی واقع ہو سکتی ہے۔ اب اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طرزِ عمل اور اس کی حکمت کو دیکھا جائے تو سبحان اللہ کہے بغیر نہیں رہا جا سکتا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھینک کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کا حکم دیا ہے، اس لیے کہ چھینک کے ذریعے گیس کے اخراج کے بعد گویا انسان کو ایک نئی زندگی مل جاتی ہے، لہٰذا انسان کو چاہیے کہ اس نئی زندگی پر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے۔

مگر افسوس۔۔۔! ہمارا طرزِ عمل تو یہ ہے کہ اگر کسی مجلس یا محفل میں ہمیں چھینک آ جائے تو ہم ''Excuse me''، ''Sorry'' وغیرہ کلماتِ تأسف ادا کرتے ہیں، گویا زبانِ حال سے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ افسوس! جان بچ گئی، یا معاف کرنا دوستوں میں بچ گیا۔۔۔!، حالانکہ یہ مقام تو مقامِ شکر ہوتا ہے نہ کہ مقامِ تأسف۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطا کرے۔

مثال 4: گناہ کی اجازت مانگنے والے کے ساتھ حُسنِ سلوک

امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت ابواُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

(إِنَّ فَتًى شَابًّا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ائْذَنْ لِي بِالزِّنَا فَأَقْبَلَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ فَزَجَرُوهُ قَالُوا مَهْ مَهْ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَا مِنْهُ قَرِيبًا قَالَ فَجَلَسَ قَالَ أَتُحِبُّهُ لِأُمِّكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأُمَّهَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِابْنَتِكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِبَنَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِأُخْتِكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِأَخَوَاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِعَمَّتِكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِعَمَّاتِهِمْ قَالَ أَفَتُحِبُّهُ لِخَالَتِكَ قَالَ لَا وَاللَّهِ جَعَلَنِي اللَّهُ فِدَاءَكَ قَالَ وَلَا النَّاسُ يُحِبُّونَهُ لِخَالَاتِهِمْ قَالَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهِ وَقَالَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ

ذَنْبَهُ وَطَهِّرْ قَلْبَهُ وَحَصِّنْ فَرْجَهُ فَلَمْ يَكُنْ بَعْدُ ذَلِكَ الْفَتَى يَلْتَفِتُ إِلَى شَيْءٍ).

ترجمہ: ایک نوجوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجیے! یہ سُن کر لوگوں اُسے ملامت کرنے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو اور میرے قریب آنے دو، چنانچہ وہ نوجوان قریب آ کر بیٹھ گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اسے اپنی ماں کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں، اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی ماؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کیا اسے اپنی بیٹی کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں اے اللہ کے رسول! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بیٹیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کیا اسے اپنی بہن کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی بہنوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کیا اسے اپنی پھوپی کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی پھوپیوں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ فرمایا: اچھا یہ بتاؤ کیا اسے اپنی خالہ کے لیے پسند کرتے ہو؟ عرض کی: اللہ کی قسم! ہرگز نہیں! اللہ مجھے آپ پر فدا کرے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لوگ بھی اسے اپنی خالاؤں کے لیے پسند نہیں کرتے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس نوجوان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر دعا کی: اے اللہ! اس کا گناہ بخش دے اور اس کا دل پاک کر دے اور اس کی شرمگاہ کی حفاظت فرما۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد اُس نوجوان نے کبھی اس گناہ کی طرف رغبت نہیں کی۔ اسے امام طبرانی نے بھی اپنی معجم میں حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔(14)

حدیث میں حکمتیں

دین اسلام اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ ہر ممکن کوشش کر کے گناہوں سے پرہیز کریں، اس کے مختلف درجات ہیں، ایک شخص گناہ اس لیے نہیں کرتا کہ اُسے اس سے منع کیا گیا ہے، یہ 'شریعت' پر عمل ہے، ایک شخص گناہ کو گناہ سمجھتے ہوئے نہیں کرتا، یہ 'طریقت' ہے اور ایک شخص گناہ نہ کرنا اپنی فطرتِ ثانیہ بنالیتا ہے اور گناہوں سے باز رہتا

ہے، یہ 'حقیقت' ہے۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ گناہ و جرم سے باز رکھنے والے عوامل میں تین زیادہ اہمیت کے حامل ہیں:

(1) خوفِ خدا: اللہ تعالیٰ کا مخلص بندہ اُس کے خوف سے نافرمانی نہیں کرتا، اُسے یہ احساس ہر وقت رہتا ہے کہ اللہ دیکھ رہا ہے۔

(2) خوفِ سزا: جہاں قانون کی بالا دستی ہو اور سزا و جزا کا نفاذ ہو تو وہاں عموماً آدمی جُرم کا ارتکاب کرنے سے ڈرتا ہے کہ ارتکاب پر سزا ملے گی۔

(3) مقدس رشتے: کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ انسان کسی محترم شخصیت کے ہوتے ہوئے، یا اُن کے سامنے رسوائی سے بچنے کے لیے کسی جرم کا ارتکاب نہیں کرتا۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گناہ کی اجازت مانگنے والے نوجوان کو گناہ سے باز رکھنے کے لیے مؤخر الذکر طریقہ اپنایا اور اُس کے سب سے قریبی محرمات خواتین کا ذکر کر کے اُس سے فرمایا کہ کیا تم یہ عمل اپنے ان محرمات کے ساتھ پسند کرتے ہو، ہر بار وہ نوجوان نفی میں جواب دیتا رہا، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسے یہ احساس دلاتے رہے کہ جس کام کو تم اپنی محرمات کے ساتھ پسند نہیں کرتے تو کوئی دوسرا بھی ایسا عمل اپنی محرمات کے ساتھ ہرگز پسند نہیں کرے گا۔ چونکہ وہ نوجوان گناہ کو گناہ سمجھتا تھا اور خوفِ خدا بھی رکھتا تھا، لیکن اپنے نفس سے مجبور ہو کر بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور گناہ کی اجازت مانگی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے بجائے سزا کا خوف دلانے کے حکمت بھرے انداز سے محرمات کے مقام و مرتبہ اور حرمت کا احساس جگا دیا، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ نوجوان گناہ سے باز رہا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لیا۔

نتائج

اگر کوئی شخص کسی کے معظمِ دینی وغیرہ کے پاس کسی گناہ کی اجازت لینے کے لیے آئے تو بجائے یہ کہ اُسے ذلیل و رسوا کیا جائے اور ملامت کی جائے، اُسے حکمت بھرے انداز سے یہ احساس دلانا چاہیے کہ یہ جو کام تم کرنے جا رہے ہو، اس سے فلاں فلاں کو نقصان پہنچے گا، کیا تم یہ نقصان اپنے ماں باپ، بہن بھائی وغیرہ کے لیے پسند کرتے ہو۔ آج تبلیغ دین کا فریضہ انجام دینے والوں کے لیے دورِ حاضر کے مطابق حکمت کے مختلف انداز اختیار کرنا نہایت ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین کی خدمت کرنے اور اس میں حکمتِ نبوی اختیار کرنے کی توفیق بخشے۔۔۔۔! آمین۔

حوالہ جات

(1) الاحزاب (۳۳):۲۱۔

(2) النحل (۱٦):۱۲۵۔

(3) امام مسلم بن حجاج قشیری، صحیح مسلم، دار المغنی ریاض، طبعہ اولیٰ ۱۴۱۹ھ، ص۹۔

(4) شمس الدین سخاوی، مقاصد حسنہ، دار الکتاب العربی بیروت، طبعہ اولیٰ ۱۴۲۲ھ، ج۱، ص۵۲۔

(5) محمد بن اسماعیل بخاری، صحیح بخاری، دار ابن کثیر بیروت، طبعہ اولیٰ ۱۴۲۳ھ، کتاب العلم، ص۴۵۔

(6) ایضاً کتاب الادب، ص۱۵۲۹۔

(7) مسند احمد بن حنبل، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، ۱۴۱٦ھ، طبعہ اولیٰ، رقم حدیث: رقم: ۲۲۰۸۱، ج۳٦، ص۱۳۴۔

(8) ایضاً، رقم حدیث: ۲۲۰۸۸، ص۱۴۱۔

(9) طبرانی، معجم کبیر، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع دوم ۲۰۰۵ء، رقم حدیث: ۲۰٦۳، ج۲، ص۳۷۸۔

(10) طبرانی، معجم اوسط، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع سوم ۲۰۰۳ء، رقم حدیث: ۲۴۴۳، ج۵، ص۳۹۹۔

(11) صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب صب الماء علی البول، ص٦۵۔

(12) صحیح بخاری، کتاب الأدب، باب اذا عطس کیف یشمت، ص۱۵۵۲۔

(13) ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، سنن ترمذی، مکتبۃ المعارف، ریاض طبعہ اولیٰ، سن، کتاب الأدب، باب ما جاء کیف یشمت العاطس، ص٦۱٦۔

(14) مسند احمد بن حنبل، رقم حدیث: ۲۲۲۱۱، ج۳٦، ص۵۴۵۔